علماء اصول کے نزدیک خبر مرسل اور اسکی اقسام

اور ان کی شرعی حیثیت

ڈاکٹر محمد باقر خاں خاکوانی

لیکچرار، ادارہ علوم اسلامیہ و عربی۔ جامعہ بہاء الدین زکریا، ملتان، پاکستان

مراسیل عدول: مرسل حدیث کی تیسری قسم وہ ہے جو خیر القرون کے بعد کچھ لوگ حدیث کی سند کو ختم کر کے اسے "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" سے شروع کریں مثلاً امام بخاری نے اپنی کتاب الجامع الصحیح میں کئی حدیثیں اس طرح سے بیان کی ہیں۔ "قال الامام البخاری قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذا" اور امام بخاری کی طرح متعدد علماء اصول، فقہاء اور محدثین نے اپنی کتب میں لاتعداد حدیثیں اس طرح نقل کی ہیں کہ انہوں نے ان کی سند نہیں بیان کی بلکہ سند ساقط کر کے صرف متن حدیث بیان کر دیا ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں اس کو تعلیق کہتے ہیں۔ علماء اصول اسکو منقطع یا مرسل میں شمار کرتے ہیں۔ اس قسم کی حدیث کو قبول کرنے میں علماء اصول میں تین آراء پائی جاتی ہیں۔

۱۔ یہ مراسیل کسی صورت میں بھی مقبول نہیں۔

۲۔ یہ مراسیل مقبول ہیں۔

۳۔ خیر القرون کے بعد کی مراسیل کچھ شروط کے ساتھ مقبول ہیں۔

پہلی رائے:

اس رائے کے حاملین کے دلائل سابقہ اوراق پر تفصیل سے گذر چکے ہیں ان کی جو رائے مراسیل خیر القرون کے بارے میں ہے وہی اس کے بعد کے زمانے میں آنے والے علماء کی مرسل روایات کے بارے میں ہے جیسے امام شافعی فرماتے ہیں:

" اور جو بھی ہوش مندی اور بصیرت علمی سے غور کرے گا وہ کبار تابعین کے بعد آنے والے افراد کی مرسل کو قبول کرتے ہوئے وحشت محسوس کرے گا اور وہ مراسیل

عدول کو قابل حجت نہیں مانتے۔" (۵۶)

دوسری رائے:

دوسری رائے کرخی کی ہے کہ ہر زمانہ میں جس کی روایت مسند قبول کی جاسکتی ہے اس کی روایت مرسل بھی قبول کی جائے گی کیونکہ اگر مراسیل تابعین کو ہم تابعین پر اعتماد کی وجہ سے قبول کرتے ہیں تو باقی تمام ادوار کی مراسیل بھی اسی اعتماد پر قیاس کرتے ہوئے قابل قبول ہیں۔ جیسے وہ فرماتے ہیں۔

"ونحن لا نفرق بین مراسیل اھل الامصار، ومن کان تقبل روایتہ مسنداً تقبل روایتہ مرسلاً" (۵۷)

اور ہم مختلف علاقے (زمانے) کے لوگوں کی مرسل روایات میں فرق نہیں کرتے۔ مزید یہ کہ جس کی مسند روایت قبول کی جائے گی اس کی مرسل روایت بھی قبول کی جائے گی۔

کرخی اس رائے میں منفرد ہیں اور دوسرے مکاتب فقہ حتیٰ کہ جمہور احناف بھی ان سے اس لئے میں اتفاق نہیں کرتے۔

تیسری رائے:

تیسری رائے یہ ہے کہ خیر القرون تک کی مرسل روایات قابل قبول ہیں کیونکہ اس زمانے کی سچائی اور عدل کی ضمانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث خیر القرون میں دی ہے۔ آپ نے یہ پیشن گوئی کی ہے کہ ان تینوں زمانوں کے بعد جھوٹ پھیل جائے گا۔ ان تینوں زمانوں کے بعد کی تمام مرسل روایات غیر مقبول ہیں، سوائے ان بڑے ائمہ کرام کے جن کے بارے میں امت میں یہ بات تواتر کی حد تک مشہور ہو کہ وہ بہت بڑے صاحب علم اور عادل ہیں اور وہ صرف عادل لوگوں سے روایت کرتے ہیں۔ کسی عالم کے بارے میں ایسی صورت حال ہو تو ان کی مرسل روایات مقبول ہوں گی لیکن اگر یہ صورت حال نہ ہو تو خیر القرون کے بعد کسی کی بھی مرسل روایت حجت تصور نہیں ہوگی۔ احناف میں سے ابو بکر رازی اور عیسٰی بن ابان اس رائے کی طرف مائل

(۵۶) امام شافعی۔ کتاب الرسالہ، ص ۴۶۸ - ۴۷۰۔

(۵۷) سرخسی۔ اصول السرخسی، ج ۱، ص ۳۶۳۔

(۵۸) عبد العزیز بخاری کشف الاسرار شرح اصول البزدوی، ج ۳، ص ۲۷، نیز ملاحظہ فرمائیں۔ امیر بادشاہ، تیسیر التحریر ج ۳، ص ۱۰۲۔ صدر الشریعہ، التوضیح مع التلویح، ج ۲ ص ۴۲۹ ابو الحسین بصری۔ المعتمد، ج ۲، ص ۱۴۴۔

ان تینوں نظریوں میں پہلا اور دوسرا نظریہ ناقابل عمل ہے جیساکہ گذشتہ صفحات میں واضح ہو چکا ہے۔ البتہ تیسرا نظریہ یعنی ہر زمانہ کے صاحب علم عادل لوگوں کی مراسیل حجت ہو سکتی ہیں قابل قبول ہے اور جمہور علمار نے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے اس لئے وہ ائمہ محدثین مثلاً مؤلفین صحاح ستہ ومسانید کی مرسل روایتیں قبول کر لیتے ہیں۔ (۵۹)

مراسیل جوکسی اور ذریعہ سے مسند بھی ہوں؛

یہ وہ مراسیل ہیں جنہیں کسی تابعی تبع تابعی یا کسی اور راوی نے مرسلاً روایت کیا ہو، مگر کسی اور راوی نے اسے باقاعدہ سند کے ساتھ بھی روایت کیا ہو۔ اس روایت کی علمار اصول کے نزدیک دو حیثیتیں ہو جائیں گی۔ ایک حیثیت سے یہ مرسل ہوگی اور دوسری حیثیت سے یہ مسند اس کے بارے میں بھی علمار کی دو آرار ہیں۔ بعض کی رائے ہیں یہ حدیث مقبول نہیں کیونکہ اس میں ایک طرف سے انقطاع نے اس کے اندر ضعف پیدا کر دیا ہے لہذا یہ دونوں طرح سے قبول نہیں کی جائے گی۔ (۶۰)

دوسری رائے شافعیہ اور جمہور احناف کی ہے ان کے نزدیک اگر کوئی مرسل حدیث کسی اور ذریعہ سے مسند بھی ہو تو وہ حجت ہے اور شافعیہ اس وجہ سے حضرت سعید بن المسیب کی مرسل روایات کو حجت مانتے ہیں کیونکہ وہ دوسرے طریق سے مسند بھی ہیں۔ حتیٰ کہ بعض شوافع مراسیل صحابہ کے بارے میں بھی اس رائے کو ترجیح دیتے ہیں۔ (۶۱)

ان کے نزدیک حدیث مسند اپنے راویوں کے حال کو بیان کر رہی ہوتی ہے لیکن مرسل اس بارے میں خاموش ہوتی ہے اس لئے دونوں میں ٹکراؤ نہیں بلکہ وہ ایک دوسرے کو تقویت دے رہے ہیں۔ (۶۲)

---

(۵۹) دیکھئے سیوطی۔ تدریب الراوی، تحقیق عبدالوہاب عبداللطیف۔ لاہور، دار نشر الکتب الاسلامیہ

(۶۰) سبکی۔ الابہاج فی شرح المنہاج، ج ۲، ص ۳۴۳ نیز ملاحظہ فرمائیں فخر الاسلام بزدوی۔ اصول ج ا ص ۲۷۔ البزدوی، ص ۳/۱۷۳۔ سرخسی، اصول السرخسی، ج ۲، ص ۳۶۴۔

(۶۱) شیرازی۔ کتاب اللمع، ص ۴۷، نیز ملاحظہ فرمائیں ابو الحسین بصری۔ المعتمد، ج ۲، ص ۱۵۱۔ امام شافعی کتاب الرسالہ، ص ۴۶۳۔ بدخشی۔ شرح البدخشی، ج ۲، ص ۳۶۹۔

(۶۲) نسفی۔ کشف الاسرار شرح المنار، ج ۲، ص ۴۵۔

مرسل اور مسند میں سے قوی حدیث :

حدیث مسند کی حجیت پر تمام علمار اصول متفق ہیں۔ لیکن اگر حدیث مسند و مرسل میں تعارض ہو تو اس صورت میں کس حدیث کو ترجیح دی جائے گی؟ اس امر میں بھی علمار کے درمیان اختلاف ہے اور تین آرار پائی جاتی ہیں۔ بعض کے نزدیک مرسل راجح ہے اور کچھ کی رائے میں مسند راجح ہے اور چند کے نزدیک دونوں کا درجہ برابر ہے۔

مرسل کو مسند پر فوقیت ہے :

مالکیہ میں القرافی اور احناف میں عیسیٰ بن ابان اور بزدوی کی رائے میں حدیث مرسل مسند سے زیادہ قوی ہے ان کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جب کوئی صحابی، تابعی، تبع تابعی یا بڑا عالم حدیث ارسال کرتا ہے تو راویوں کی مکمل تحقیق اور اور ان کی عدالت کے بارے میں مکمل یقین کر کے اسے اللہ کے نزدیک اپنے ذمہ لے لیتا ہے۔

۲۔ حدیث مسند میں راوی سند بتا کر تحقیق کا معاملہ سامع کے سپرد کر دیتا ہے کیونکہ اسے وہ یقین جو مرسل میں حاصل ہوتا ہے نہیں ہوتا۔ ان کے نزدیک بعض اوقات مرسل کا راوی ستر سے بھی زیادہ راویوں سے حدیث سن کر اس کا ارسال کرتا ہے اس لئے مرسل، خبر مشہور کی طرح ہے لیکن یہ مشہور کے حکم میں داخل نہیں ہوگی۔ کیونکہ مرسل کی یہ قوت اجتہاد کے ذریعہ ثابت ہے، جو قیاس کی مانند ہے، اور اس سے کتاب اللہ کا نسخ یا اس پر اضافہ جائز نہیں لیکن یہ عام خبر احاد سے قوی ہوگی۔ (۶۳)

مرسل اور مسند برابر ہیں :

اس رائے کا اظہار عبدالعزیز بخاری نے عبدالجبار قاضی کے حوالہ سے کیا ہے انکے نزدیک تعارض کی صورت میں دونوں برابر ہیں اور کسی کو کسی پر فوقیت نہیں اور فقیہ کو اختیار ہے کہ جس حکم کو چاہے اختیار کرے اور جس کو چاہے چھوڑ دے۔ (۶۴)

(۶۳) قرافی شرح تنقیح الفصول، ص ۱۶۴ نیز ملاحظہ فرمائیں عبدالعزیز بخاری۔ کشف الاسرار شرح اصول البزدوی، ج ۳ ص ۵ ۷، سرخسی۔ اصول السرخسی، ج ۱، ص ۳۶۱۔ صدر الشریعہ۔ التوضیح مع التلویح، ج ۲، ص ۴۲۸۔ نسفی کشف الاسرار شرح المنار، ج ۲، ص ۴۴۔

(۶۴) عبدالعزیز بخاری۔ کشف الاسرار شرح اصول البزدوی، ج ۳، ص ۵ ۷۔

مسند کو مرسل پر فوقیت :

جمہور احناف مالکیہ اور باقی تمام علماء اصول کے نزدیک مسند کو ہر لحاظ سے مرسل پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ جب راوی، مروی عنہ کا نام بتادے تو سامع اس کے حالات کی تحقیق کر کے اطمینان حاصل کر سکتا ہے اور یہ ایک فطری امر ہے کہ انسان کی اپنی تحقیق دوسرے کی تحقیق سے زیادہ باعث اطمینان ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ شریعت کے اکثر احکام خبر مسند کے ذریعہ وارد ہوئے ہیں اگر مرسل کو اس پر فوقیت دے دی جائے تو اس سے احکام میں خلل واقع ہونے کا خطرہ ہے۔ ان کی رائے میں خبر مسند کا انکار اصل میں اہل بدعت کا طریقہ ہے اور مرسل کو مسند پر ترجیح دینا بھی انکار کی قسم ہے (۶۵) واللہ اعلم۔ (ختم شد)

---

(۶۵) شریف تلمسانی۔ مفتاح الوصول فی علم الاصول، ص ۲۵ نیز ملاحظہ فرمائیں۔ عبدالعزیز بخاری کشف الاسرار شرح اصول البزدوی، ج ۳، ص ۲۷۔ عبدالعلی بحر العلوم، فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت، ج ۲، ص ۱۷۶۔ امیر بادشاہ تیسیر التحریر، ج ۳، ص ۱۰۴۔ شیرازی کتاب اللمع، ص ۱۶۴۔ شنقیطی۔ مذکرہ فی اصول الفقہ، ص ۱۷۱۔

ذہن کی ورزش انعامی مقابلہ ۴ کے صحیح جوابات

۱۔ امہات الائمہ۔

۲۔ یہودی ابو عفلہ جسکو بدزبانی کرنے پر عالمؓ بن عمیر نے غیرت میں آکر قتل کر دیا تھا۔

۳۔ اس نام کا ایک شہر نیوزی لینڈ اور دو امریکہ میں ہیں۔

۴۔ اس رات ایک خلیفہ نے وفات پائی، دوسرے نے مسند خلافت پر قدم رکھا اور تیسرا اس دنیا میں تشریف لایا؛ بالترتیب ہادی، ہارون اور مامون۔

۵۔ عبداللہ بن رواحہ اور حسانؓ بن ثابت (۶) امیر خسرو اور مرزا غالب (۷) انڈونیشیا (۸) جلال الدین اکبر (۹) علامہ واقدی جن کا پورا نام ابو عبداللہ بن محمد بن عمر بن واقد تھا۔ (۱۰) "سیر افغانستان"۔

اعلان : ذہن کی ورزش انعامی مقابلہ ۴ میں بہت سے بہن بھائیوں نے شرکت کی لیکن صحیح جوابات کوئی نہیں بھیج سکا۔